رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... سے
ششماہی .... سے
سہ ماہی .... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

اڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸۱

شرح چندہ
سالانہ .... سے
ششماہی .... سے
سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ (۲)

جلد ۳ | ۲۳ فروردی ۱۳۵۴ ف | ۱۰ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ | ۲۴ فروری ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۴۶

ہندوستان کا سیاسی تعطل

بھولا بھائی ڈیسائی کی تجویز

نوابزادہ لیاقت علی خاں معتمد مسلم لیگ کا بیان

(نامہ نگار) [illegible] ہندوستان کی سیاسی فضا پر سکوت طاری ہے۔ مرکزی اسمبلی کی بحثات شروع ہو چکی ہے لیکن کوئی خاص بات [illegible] نہیں ہوئی۔ بہت ممکن ہے کہ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی منظر [illegible] پر آئیں۔ نئی دہلی کے حلقوں میں یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ [illegible] مسٹر ڈیسائی کی تجویز کو [illegible] کر دیں جس کے روشن [illegible] کا امکان ہے۔

اس سلسلہ میں یہ کہا جا رہا ہے کہ مسٹر ڈیسائی کی تجویز [illegible] مجلس عاملہ کے ارکان کو [illegible] کوئی [illegible] حکومت ہند [illegible] کہ مجلس عاملہ کے ارکان [illegible] کی تجویز پر وہ غور کرنے تیار نہیں ہے [illegible] مسٹر گاندھی کی بات [illegible] [illegible] کے واقعات [illegible] [illegible] [illegible] مختلف صوبوں [illegible] [illegible] لیکن یہ [illegible] انفرادی [illegible] پر غور کرنے کے بعد عمل میں لائی جا رہی ہے [illegible] عام [illegible]

وقت پیدا ہو گا کہ حکومت بیت کرنے کو مجبور ہو [illegible] نہیں ہے۔

اس نوبت پر مسٹر ڈیسائی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ایک عارضی حکومت کے قیام کے لئے [illegible] صف اول کے لیڈروں کو رہا کر دیا جائے۔ یہ فرض کیا جا رہا ہے کہ [illegible] سے اتفاق کریں گے [illegible] عارضی وقت [illegible] کی جا سکتی ہے جبکہ اس امر کی کوئی ضمانت ہو کہ [illegible] سے اختلافات نہیں [illegible] مسٹر گاندھی [illegible] کہا جاتا ہے کہ مسٹر ڈیسائی کو یقین ہے کہ [illegible] [illegible] مسلم لیگ کو اتفاق ہو تو [illegible] اختلاف نہیں کریں گے۔

[illegible] ہے کہ مسٹر گاندھی کے [illegible] ڈیسائی [illegible] کو پسند کریں گے لیکن اگر کسی [illegible] کی بنا پر [illegible] حکومت قائم ہو تو [illegible] کانگریس اس کی [illegible] کریں گے [illegible] [illegible] کی جانب سے مخلوط حکومت کی [illegible] ہوگی وہ اس نوعیت کی ہوگی کہ [illegible] جنگ میں مدد [illegible]

[illegible] کانگریس اور مسلم لیگ کے [illegible] اس کی پالیسی [illegible] پاکستان اور آزادی کو متاثر نہ کرے گا۔

چند روز قبل نوابزادہ لیاقت علی خان سے [illegible] کی [illegible] کہ ان سے کوئی گفتگو [illegible] ہوئی ہے لیکن اب انھوں نے ایسے [illegible] کا اظہار کیا ہے جس سے [illegible] ہوتا ہے [illegible] اگر نوابزادہ [illegible] کہ مسٹر ڈیسائی اور ان کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہوا ہے [illegible] کہ [illegible] کے مشورہ کے بغیر [illegible]

[illegible] مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی سے کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا [illegible] مسٹر ڈیسائی [illegible] [illegible] [illegible] پاکستان کے بغیر کوئی مستقل حل نہیں ہو سکتا [illegible] [illegible] [illegible] انھوں نے بیان [illegible] کی کونسل میں اگر کانگریس شریک ہو [illegible] حاصل ہوتی [illegible] اور اگر کانگریس شریک ہو جائے تو [illegible] ہندوؤں کے [illegible] فیصد اور مسلمان چالیس فی صد [illegible] [illegible] مطالبہ کی [illegible] لارڈ [illegible] [illegible] بہر حال یہ قابل غور ہے کہ نوابزادہ [illegible] کا ذکر [illegible] کے مسئلہ [illegible] کہا جاتا ہے کہ مسٹر ڈیسائی [illegible] اس امر پر متفق [illegible] اس بنیاد پر ایک حکومت تشکیل دی جائے اور اس کو آزمایا جائے۔ اگر مسٹر ڈیسائی اس قدر [illegible] اور حکومت برطانیہ [illegible] ایک عارضی سمجھوتہ [illegible] نہیں ہے۔

بقیہ شذرہ صفحہ (۵)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴	۲۳ر فروری	نمبر

"دارالسلام" کے خطبات

دودھ میں مکھی

مجلس اتحاد المسلمین کے حالیہ سالانہ جلسہ کے خطبات اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں۔ جلسہ کی کاروائی اور روداد پر ہم آئندہ تبصرہ کریں گے۔

صدر استقبالیہ نے مملکت آصفیہ کی سیاسی جنگ کا تذکرہ کرتے ہوئے بالکل صحیح کہا ہے کہ:۔

حیدرآبادی عوام طبعاً اس امر کے متمنی تھے کہ نمائندہ تاج برطانیہ کی زبان سے شاہی ضیافت کے موقع پر اپنے بعض حقوق کی بحالی کا مژدہ سنیں لیکن نمائندہ آپ نے اپنی جوابی تقریر میں ایسی تمام حقیقتوں کی طرف سے تجاہل عارفانہ اختیار کر لیا۔

حیدرآباد کے سیاسی و معاشی مستقبل پر تقریر کرتے ہوئے نواب ... صاحب نے اپنے خطبہ صدارت میں تین امور پر زور دیا تھا۔

(۱) ہمارے دیوانی نظم و نسق کی بہت سی خرابیوں کو اہل حیدرآباد برطانوی مداخلت کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔

(۲) فوجی معاہدات اور برطانوی نظم و نسق کی سہولت کے لئے جو علاقے حیدرآباد نے اپنی مرضی سے برطانوی مصالح کے پیش نظر برطانوی نظم و نسق کے حوالے کر دئے تھے ان میں کوئی ایسی دستوری تبدیلی جو حیدرآباد کے حقوق کو مضرت پہنچائے اس کے والی کی مرضی کے بغیر نہیں کی جا سکتی۔

(۳) دیار دکن کے ... کی طرح بھی حیدرآباد اپنے سیاسی حقوق ... اور معاشی سہولتوں کے استعمال سے محروم ہو رہا ہے اور یہ وجوہ ہیں کہ ان حق کے جو ... کی راہ میں حائل ہے وہ صوبہ مملکت [illegible] کی حالت میں آ گیا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ... صدر ... صاحب نے اہل ملک کے عام جذبات کی ترجمانی کی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ یہ مسائل دوران ... حکومت سرکار عالی کے دستوری امور کی گہری توجہات کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔

مسلم اوقاف

صدر استقبالیہ کا یہ خیال نہایت درست ہے کہ مسلم اوقاف سے وہ کام نہیں لیا جا رہا ہے جو حیدرآبادی مسلمانوں کی عام فلاح و بہبود کے لئے لیا جا سکتا ہے۔ آپ کا یہ خیال بھی نہایت مناسب ہے کہ زمانہ ... جنگ میں مسلم اوقاف کی آمدنی مسلمانوں کی معاشی پستی کو دور کرنے میں صرف کی جائے۔ ... مسلم اوقاف کے انتظام کے لئے حکومت نے ... مشاورتی مجلس کا تقرر کیا ... ہمیں ... نمائندگی حاصل ہے ... یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ مسلم اوقاف کی آمدنی کا صحیح مصرف پیدا کیا جائے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ نواب ... جنگ بہادر صدر ... بھی اس جانب خصوصی توجہ مبذول فرمائیں گے۔ ... اور صاحب ... مسلم افراد اور اداروں کو ... وہ ... تجاویز ... کی اور ... مجلس اوقاف کی ... فرمائیں۔

مسلمانوں کی معاشی پستی

خطبۂ استقبالیہ اور خطبۂ صدارت کے اہم ترین حصے وہ ہیں جن میں مسلمانوں کی معاشی پستی سے بحث کی گئی ہے۔ ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ مجلس اتحاد المسلمین کو اپنا سارا زور اسی مسئلہ کے حل کے لئے صرف کر دینا چاہئے۔ ہم یہاں یہ عرض کریں گے کہ مجلس کو اس کام کے لئے وقف ہو جانا چاہئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دکنی مسلمان مملکت آصفیہ کی اکثریت ... نسبت ... حیدرآباد میں مسلمانوں کی ... میں ... سے ... زیادہ ... سے تقریباً ... کہ مسلمان شہروں میں آباد ہیں جن میں پندرہ لاکھ اپنے افلاس، جہالت اور بے کسی کے مصائب کو دیرینہ بیکسی کی خاموشی سے برداشت کر رہے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ حکومت سرکار عالی نے ان بد نصیب افراد کی جانب کوئی توجہ نہیں کی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ مسلمانان دکن کے ... اداروں نے بھی کچھ نہ کیا۔ جن حضرات کو درجات اور ... سے واسطہ پڑتا ہے وہ جانتے ہیں کہ غریب مسلمان کس طرح اخلاقی پستی میں گرتے جا رہے ہیں۔ ... حیدرآباد کا معاشی نظام کچھ اس نوعیت کا واقع ہوا ہے کہ دیہی عمال کے لئے اس نظام میں کوئی جگہ نہیں۔ صدر استقبالیہ نے سچ کہا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہ صنعت ہے نہ تجارت، صرف ملازمت ہی ان کا واحد ذریعہ معاش رہا ہے اور اب تو ملازمتوں میں بھی مسلمانوں کو تناسب ان کی مدت کے ساتھ گھٹایا جا رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب مسلمان پیشے سے ... بھی دست بردار ہو چکے ہیں۔ ہمارے خیال میں صرف تنظیم یا ایجنٹ کے تحت مسلمانوں کو اراضی دینا اس مرض کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے حکومت کو ایک وسیع اور ہمہ جہتی پروگرام مرتب دینا ہوگا۔ کیا صدر استقبالیہ مجلس کو آمادہ کر سکتے ہیں کہ وہ اس اہم ترین مسئلہ پر اپنی پوری توجہ مرکوز کرے؟ بہرحال ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ جلسوں اور جلوسوں، پائے محل نعروں اور شور و شغب سے یا نیوز ایجنسیوں کے ذریعہ مبالغہ آمیز بیانات اور خبروں کی اشاعت سے ہرگز حل نہیں ہو سکتا۔

ایک مختلف فیصلہ

مولوی ابوالحسن سید علی صاحب نے انگلستان اور امریکہ کو روس کے خلاف بڑھنے کی جو کوشش فرمائی ہے وہ نامناسب تھی اور مفید ہو سکتی ہے۔ اشتراکیت کے اصول اب روس کی ملک نہیں رہے۔ وہ عالمگیر ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ معاصر "میر دکن" نے اپنے اداریہ میں تحریر کیا ہے "جنگ کے بعد دنیا میں کمیونزم یا اشتراکیت کے سارے اجزا تو نہیں اس کے معاشی جزو کو کسی نہ کسی صورت میں ضرور اختیار کیا جائے گا اور اس سے دولت کی تقسیم میں مدد ملے گی۔ اور جو ملک ایسا نہ کرے گا وہ تجارتی مقابلے اور صنعتی دور میں پیچھے رہ جائے گا۔" ہم سمجھتے ہیں کہ اگر مولوی صاحب اس مسئلہ پر اظہار خیال نہ فرماتے تو بہتر ہوتا۔

دستور مملکت

ہم مولوی صاحب کی اس رائے سے متفق ہیں کہ "ذمہ دارانہ حکومت" اس دستوری ترقی کا نصب العین نہیں ہے۔ اور ہم آپ کی اس توقع میں شریک ہیں کہ "وہ چاہتے ہیں جو ملک کی ترقی کو وحدت ... عدالت تصور کرتی ہیں ... بلند ... اور ... ملک کی ترقی میں مزاحم نہ ہوں گی۔" ہم مولوی صاحب کی اس تجویز کو دہراتے ہیں کہ حکومت کو جلد سے جلد اصلاحات کا نفاذ کر دینا چاہئے۔ یہ مطالبہ ملک کا ایک عام مطالبہ ہے۔ معاصر ...

کے بار بار اس پر زور دیا ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ نفاذ اصلاحات میں کیوں تاخیر ہو رہی ہے۔ کیا حکومت واقف نہیں کہ ملک کے اہل الرائے افراد کی کثیر جماعت ان اصلاحات کو قبول کرنے اور انہیں کامیاب بنانے پر ہر طرح آمادہ ہے؟ اگر یہ تاخیر حکومت کے عہدہ داروں کی طرف سے ہو رہی ہے تو انہیں کا خمیازہ سارا ملک کیوں بھگتے؟

ہندو مسلم تعلقات

مولوی صاحب کے خطبہ صدارت کا مندرجہ ذیل اقتباس جس میں ہندو پبلک کارکنوں کے غور و فکر کے لئے ایک نہایت مفید موضوع ہو سکتا ہے مولوی صاحب فرماتے ہیں ملک کے ہندو بھائی باہمی تعلقات کے خواہاں۔

ہمارے لئے یقیناً بلند آہنگ رہے ہیں
ہمیشہ آئندہ بھی رہیں گے لیکن اگر ان
کے اعمال پر نظر ڈالی جائے تو قول و عمل
میں یکسانیت نہیں ملتی۔ یہی تضاد ہے جو
جماعت کے شکوک کو قوی سے قوی تر بنا
رہا بڑا کام کر رہا ہے۔

اگر ہندو پبلک کارکن اپنے اقوال اور اعمال کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ انہیں کیا کہنا چاہئے تھا جو انہوں نے نہیں کہا یا کیا کرنا چاہئے تھا جو انہوں نے نہیں کیا تو وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مولوی صاحب نے ان کے حق میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ قول و عمل کی عدم یکسانیت کی جو شکایت مولوی صاحب نے کی ہے وہ کچھ بیجا نہیں ہے۔ اگر ہم اس موضوع پر قلم اٹھائیں تو ایک دفتر پیش کر سکتے ہیں۔ ہم بتا سکتے ہیں کہ ہندو پبلک کارکنوں کی تعلیمات کیا ہیں۔ ان کی ذہنیت کن راستوں پر اور کتنے محاذوں پر کام کر رہی ہے۔ پبلک میں ان کی روش کیا ہے اور پوشیدہ طور پر [illegible] اور کس طرح وہ اپنی مصنوعی [illegible] ملک کی نہیں بلکہ ذاتی اقتدار کے حصول کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ ہم ہندو قائدین پر یہ بانگ دہل یہ الزام بھی عائد کرتے ہیں کہ وہ ہندو عوام کے دوست نہیں بلکہ چند سرمایہ داروں اور زمینداروں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں ان کی [illegible] ہر حال میں ہوتی ہے اور ہم نے جو الزام عائد کیا ہے اس میں اپنی حیثیت [illegible] لیکن بہ حیثیت مجموعی ہندو پبلک کارکن جنگ کے دوست گردانے نہیں رہیں۔

کس کی نمائندگی کی جا رہی ہے

خطبہ استقبالیہ اور خطبہ صدارت میں سب سے زیادہ اہم جس کی شدید اور مکمل ضرورت ہے جس میں [illegible] کی مخالفت کی گئی ہے۔ طرز نظم و نسق میں [illegible] کی [illegible] کو ایک اہم مقصد حاصل کیا جائے مولوی ابوالحسن سید علی صاحب [illegible] اور [illegible] ہم [illegible] کمیٹی کی رپورٹ کا بغور مطالعہ فرماتے تو وہ [illegible] کے ساتھ جہاں [illegible] کے تنائی نظم و نسق

پر یہ الزام سرگرمانہ ذکر کئے گئے مسلسل دو تین دو سال کی محنت [illegible] کے بعد بھی اس کی کوئی عمل صورت نہیں۔ [illegible] بیان پر حیرت اور افسوس ہے۔ حیرت اس لئے کہ مولوی صاحب سے ایسے سطحی تبصرہ کی ہمیں توقع نہیں تھی۔ اور افسوس اس لئے کہ مسلمانان حیدرآباد کے "واحد نمائندہ" ادارہ کا صدر مسائل حاضرہ سے اپنی ناواقفیت کا اظہار اس جماعت سے کرے کہ پڑھنے والے کو ہنسی آ جائے۔ علاوہ بریں آپ کے ذریعہ خداداد نظم و نسق کو چلانے کی تحسین اور معقول عام تجویز کے خلاف لب کشائی فرما کر مولوی ابوالحسن سید علی صاحب نے اس شبہ کو تقویت دینے کے لئے ایک ناقابل تردید ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین کا باگ کمان بھی سرمایہ داروں اور نفع اندوزوں کے ہاتھوں میں ہے۔ ایسے دو مہاتی نفع اندوزوں کی حمایت کرنا جو عوام کی مصیبت سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ایسی تجویز کی مخالفت کرنا جو کاشتکاروں اور مزارعین کے لئے مفید ہو عوامی لیڈروں کے شایان شان نہیں۔ ہم صاف صاف کہنا چاہتے ہیں کہ ہر دو خطبات کا یہ جزو نہایت مخبوط اور ناروا ہے۔ مسلم عوام کو سمجھ لینا چاہئے کہ سرمایہ داروں اور نفع اندوزوں کا آلہ کار بن کر کوئی لیڈر ان کی صحیح نمائندگی نہیں کر سکتا۔ ہندو عوام سے بھی ہم یہی کہنا چاہتے ہیں کہ ان کے لیڈر عوام کا نام لے کر سرمایہ داروں اور نفع اندوزوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اور ہندو عوام کو فریب دے رہے ہیں۔ ہماری پبلک زندگی کا یہ ایک عجیب حربہ ہے۔ ہم کسی اور موقع پر اس اجمال کی تفصیل پیش کریں گے۔

ایک غیر ضروری تحریک

مولوی صاحب کی یہ تحریک کہ ملک کے موجودہ اخبارات کے علاوہ ایک اور اخبار کا اضافہ کیا جائے جو مجلس کا ترجمان ہو قطعاً غیر ضروری ہے۔ مولوی اکرام اللہ صاحب اور مولوی قاسم رضوی صاحب سرمایہ ضرور فراہم کریں لیکن وہ سرمایہ اخبار بازی کے بجائے [illegible] کی معاشی فلاح و بہبود کے لئے صرف کیا جائے۔ ملک میں اخبارات ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ہیں اور موجودہ اخبار خاص کر "رہبر دکن" "میزان" مجلس کے خیالات کی ترجمانی نہایت عمدگی سے کر رہے ہیں۔

ہفتہ جنگ

نواب صدر اعظم بہادر کی نشری تقریر

حیدرآباد میں جو جنگی ہفتہ منایا جا رہا ہے اس کے سلسلہ میں صدر اعظم بہادر باب حکومت نے حسب ذیل تقریر نشرگاہ حیدرآباد سے بتاریخ ۱۷ فروردی نشر فرمائی۔

اس جنگ میں ریاست حیدرآباد اور اس کے باشندوں نے اعلیٰحضرت خسرو دکن کی منشاء اور حکم کے مطابق جس فراخ دلی سے حصہ لیا اور جو شاندار خدمات انجام دیں وہ محتاج بیان نہیں کیونکہ ان کا ذکر اس سے قبل بارہا کیا جا چکا ہے اس لئے اس موقع پر ان کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

اس ریاست اور دوست جس [illegible] کے تحت بقا جنگ کی تکمیل میں حصہ لیا اس کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے حضرت بندگان اقدس نے ایک پیام خسروی کے ذریعہ کے [illegible] ان الفاظ میں اپنی عمیق دلچسپیوں کا اظہار فرمایا ہے کہ متحدہ اقوام دنیا کو نازیوں کے جارحانہ اقدام اور جاپانیوں کے مظالم سے محفوظ رکھنے کے لئے جنگ کر رہی ہیں اور میں نے حکومت برطانیہ کے ساتھ اپنے روایتی تعلقات کے مطابق اپنی ریاست کے جملہ وسائل اس کے تصرف میں دیدیئے ہیں۔ اس لئے میں "حیدرآباد وار [illegible]" کمیٹی کی اس تحریک کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ جنگ کے ضمن میں انسانی ہمدردی کے تحت جو کام انجام دئے جا رہے ہیں ان کے لئے سرمایہ فراہم کیا جائے اور اس تحریک کی کامیابی کا متمنی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ باشندگان ملک سے جو اپیل کی جا رہی ہے وہ اس کا فراخ دلی سے جواب دیں گے۔

حکومت اس جنگ میں سلطنت برطانیہ کی امداد کے لئے اپنے جو ذرائع و وسائل و قوت کر دینے کے علاوہ سپاہیوں کی آسائش کے خیال سے بھی غافل نہیں رہی چنانچہ

[illegible] حکومت و ملازمین سرکار عالی نے اب تک [illegible] روپیہ کا [illegible] چندہ دیا جو مختلف محاذوں پر جنگ کا کام کرنے والے سپاہیوں کے لئے آسائش اور آرام کے سامان پہنچانے سے متعلق ان کی مختلف ضروریات کے پورا کرنے پر صرف کیا جا رہا ہے۔ ان میں وہ سپاہی بھی شامل ہیں اور [illegible] جو زخمی ہو کر آئے اور مختلف شفاخانوں میں زیر علاج ہیں۔ ہندوستانی اسیران جنگ کے لئے بھیجنے کی اشیاء روانہ کرنے اور سپاہیوں کو میدان جنگ میں تحفے بھیجنے یا ان کے لئے مختلف مقامات پر تفریح کی سہولتیں بہم پہنچانے سے متعلق [illegible] کے قیام میں [illegible] ہمدردی [illegible] وقت [illegible] جہاں زخمیوں کی تیمارداری کی جاتی ہے کے علاوہ سرکار عالی کی افواج [illegible] اس وقت حیدرآباد سے باہر جنگ کے مختلف محاذوں

بقیہ سلسلہ صفحہ [illegible]

ہندستان کی مشترکہ زبان کا مسئلہ

مسلمانوں سے زیادہ ہندو اُردو بولتے ہیں!

از

سید عبداللہ بریلوی

ہندوستان کے لئے ایک قومی زبان کی ضرورت کو عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ سو جب اختلاف پیدا ہوتا ہے کہ کون سی زبان ہندوستان کی قومی زبان بنے۔ اس سلسلے میں مروجہ اردو اور ہندی کے نام پیش کئے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے اس سوال نے فرقے وارانہ صورت اختیار کر لی ہے اور یہ بھی فرقے وارانہ اختلافات اور باہمی بے اعتمادی کا ایک بڑا سبب بن گیا ہے۔ ایک ایسے مسئلے کو جسے ہندو اور مسلمان ماہرین زبان کو سر جوڑ کر بیٹھ کر اور صحیح علمی اور تاریخی نقطۂ نظر سے حل کرنا چاہئے تھا اسے سیاسی جھگڑالو اپنے اپنے مقاصد پورا کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

میں اس جھگڑے کے متعلق کچھ زیادہ لکھنا نہیں چاہتا لیکن قومی زبان کے متعلق جو ایک غلط فہمی ہے میں اسے دور کر دینا چاہتا ہوں قبل اس کے کہ میں اس سلسلے میں کچھ عرض کروں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کی قومی زبان وہی زبان بن سکتی ہے جو ہندوستان کی سرزمین میں گہری جڑیں رکھتی ہے۔ اور جسے ہندو مسلمان کی اکثریت بولتی اور سمجھتی ہے۔ جب اردو و ہندی کے علمبردار اپنی اپنی زبان کو قومی زبان بنانے پر تلے ہیں تو ان دونوں کے دعوے اسی وقت صحیح ہو سکتے ہیں جب کہ اردو یا ہندی سے ایسی زبان مراد لیں جو ایک زمانے میں ایک ہی تھی مگر اس کے دو مختلف نام ہو گئے تھے۔ لیکن اگر موجودہ اردو یا ہندی کو قومی زبان کہتے ہیں گو کہ یہ ایک ہی زبان کی دو مختلف صورتیں ہیں مگر ان کو دو بالکل مختلف زبانیں بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو ان کا دعویٰ مستحکم نہیں رہتا۔ میں سب سے پہلے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اردو اور ہندی کو وہ شکل اختیار کرنے دیں جو کہ ان کو قومی زبان بننے سے روکتی ہے۔ میں یہ بھی ضروری نہیں سمجھتا کہ اردو یا ہندی کے بننے کی تاریخ بیان کروں لیکن چند مشہور تاریخی حقیقتیں ایسی ہیں جن کو ہمیں ہندوستان کی قومی زبان کے سوال کو سوچتے وقت مدنظر رکھنا چاہئے یہ حقائق حسب ذیل ہیں۔

(۱) انگریزوں کے تسلط سے پہلے ہندوستان میں ایک ہی مشترکہ زبان رائج تھی جسے ہندوستانی اُردو یا ہندی کہا جاتا ہے

(۲) ایک ہی زبان کے یہ تینوں نام مسلمانوں نے رکھے تھے۔

(۳) کچھ بہت کم ہندی یا اُردو میں کوئی فرق نہ رہا تھا البتہ شروع میں اسی زبان کو ہندوستانی کے بجائے عام طور پر اُردو کہا جانے لگا تھا۔

(۴) موجودہ زمانے کی اُردو یا ہندی ایک ہی زبان کی دو مختلف صورتیں ہیں پہلی میں فارسی اور عربی کے الفاظ زیادہ ہیں اور دوسری میں سنسکرت کے۔ ان کی تعداد اس وقت اصل زبان سے زیادہ ہے یعنی پہلے اُردو میں فارسی اور عربی الفاظ اتنے نہ تھے جتنے اس وقت پائے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے ان دونوں زبانوں میں ایک دوسرے سے جدا ہونے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے۔

اس طرح تین زبانیں ہیں جو ہماری قومی زبان بننے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔

(۱) پرانی اُردو جسے پہلے ہندی یا ہندوستانی کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ (۲) موجودہ دور کی اُردو (۳) موجودہ دور کی ہندی۔

ہماری قومی زبان کے لئے جہاں کہیں شرط یہ ہے کہ اس زبان کو ملک کی غالب اکثریت بولتی اور سمجھتی ہو جس میں ہندو بھی شامل ہوں اور مسلمان بھی اس لئے میری رائے میں موجودہ ہندی کا قومی زبان بننے کا دعویٰ کمزور تر ہے کیوں کہ مسلمان اس کو نہیں جانتے اور تینوں زبانوں میں سے اسے ہی وہ سب سے کم سمجھتے ہیں۔

موجودہ دور کی اُردو کو نہ صرف مسلمان بولتے اور سمجھتے ہیں بلکہ اس کو بہت سے ہندو بھی بولتے اور سمجھتے ہیں لیکن اس کے قومی زبان بننے کے دعوے کو وہ بہت نقصان پہنچ رہا ہے جو حال ہی میں پیدا ہوا ہے اور جس کی ہندو مخالفت کرتے ہیں یعنی اس میں فارسی اور عربی زبان کی ٹھونس ٹھانس۔ قدیم اُردو یا ہندوستانی کا قومی زبان بننے کا دعویٰ قطعی درست ہے۔ بدقسمتی سے آج کل یہ اس کثرت سے بولی اور لکھی نہیں جاتی جیسے کہ پہلے بولی اور لکھی جاتی تھی اور اس کی جگہ موجودہ دور کی اردو اور ہندی نے لے لی ہے لیکن ہماری قومی زبان صرف وہی پرانی اردو اور ہندوستانی ہی ہو سکتی ہے۔ جس میں موجودہ زمانے کی ضروریات کے مطابق ترمیم و تبدیلی ہوتی چلی جائے۔ یہ ایک قومی زبان بننے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ وہ سرزمین ہند کی پیداوار ہے۔

اس کو کسی حاکم نے ہم پر مسلط نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ مسلمان حکمرانوں نے ہم پر فارسی کو مسلط کیا تھا اور انگریز سرکاری زبان کی حیثیت سے ہم پر انگریزی کو مسلط کر رہے ہیں۔ یہ لوگوں کی مشترکہ ضرورت کی بنا پر عالم وجود میں آئی۔ اس کو ہندو اور مسلمانوں نے مل کر بنایا اور بڑھایا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کو ان کی اکثریت بولتی بھی رہی ہے یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ آج بھی مسلمانوں سے زیادہ ہندو اردو بولتے ہیں۔ اردو عربی، فارسی، ترکی، پرتگالی اور انگریزی کے الفاظ کو بھی اسی طرح خوش آمدید کہتی اور اپنے اندر سمو لیتی ہے جس طرح سنسکرت کو ہندوستان کے مختلف حصوں کے [illegible] اس کی خوبی اس کی وسعت اس کے اسمائے صفات اس کے افعال اور اس کے [illegible] ہندوستانی ہیں۔ یہ ہندو اور مسلمان دونوں کے گھر کی بیٹی ہے۔ [illegible] کبھی یہ ہندی یا ہندوستانی کے نام سے پکاری جاتی تھی اور بعد میں اس کا نام اردو پڑ گیا۔ یہ ہندوستان کی زبان مانی جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش نے اس کے اور ہندی کے درمیان ایک مصنوعی خلیج قائم کر دی جو پہلے موجود نہ تھی۔

اس وقت میرا مقصد نہیں ہے کہ میں اس بات پر بحث کروں کہ یہ اختلافات کس طرح پیدا ہوئے۔ ان میں ضرور یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے موجودہ حاکموں نے ہمیشہ ہندو مسلم اتحاد کو بگاڑنے کی کوشش کی اور بدقسمتی سے زبان کا مسئلہ بھی ان کے ہاتھوں بچ نہیں سکا [illegible] اپنی کتاب "ہندوستان کے لئے قومی زبان" میں لکھتے ہیں:

"یہ حادثہ انیسویں صدی کے شروع میں ہوا کہ موجودہ ہندی (سنسکرت زدہ) ہندوستان میں پیدا ہوئی اور وہ بھی اس طرح کہ کلکتے کے فورٹ ولیم کالج کے پروفیسر جان گل کرسٹ نے سادل مصر اور منشی للو لال سے کہا کہ وہ ہندوؤں کے لئے ایک ایسی زبان پیدا کریں جو اردو سے دور کی ہو۔"

پھر بعد میں سیاسی قوتوں نے اپنا کام شروع کر دیا اور قومیت کی تعمیر کا کام رک گیا۔ ہندوؤں کے ایک طبقے نے قدیم ہندی کو زندہ کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس ذہنیت کا نتیجہ تھا کہ اردو سے عربی اور فارسی کے الفاظ خارج کئے جانے لگے اور ان کی جگہ سنسکرت کے الفاظ کو رکھا جانے لگا۔ کچھ عرصے بعد یو۔پی میں یہ مطالبہ شروع کیا گیا کہ ہندی زبان کو بھی دفتری زبان تسلیم کر لیا جائے۔ جس طرح ایک عرصے سے اردو چلی آتی ہے۔ اس مطالبے کو پورا کر دیا گیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یو۔پی اور بہار کے تعلیم یافتہ ہندوؤں نے جن کی مادری زبان اردو تھی اور جو ٹھیٹ ہندی نہیں بول سکتے تھے اسے سیکھنا اور بچوں کو سکھانا شروع کر دیا۔

اس کا رد عمل مسلمانوں پر بھی ہوا اور انھوں نے اردو کو اپنی زبان خیال کرنا اور اس میں زیادہ سے زیادہ عربی فارسی کے الفاظ بھرنے شروع کر دیے اس طرح قدیم اردو کے بجائے جو ہندو مسلمانوں میں اتحاد کا بہت بڑا ذریعہ تھی دو زبانیں پیدا ہو گئیں جو بہت سی صورتوں میں ایک دوسرے سے مختلف تھیں مگر بعض حالتوں میں یکساں بھی تھیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۰)

دولت عامہ میں یا دولت عامہ کے باہر ہندوستان آزاد رہے گا

برطانوی دولت عامہ کی کانفرنس میں سر محمد ظفر اللہ خان کی پرجوش تقریر

لندن ۱۷ر فروری۔ آج لندن میں برطانوی دولت عامہ سے متعلقات کی کانفرنس شروع ہوئی۔ کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ، ہندوستان اور برطانیہ کے مندوب و نیز جنوبی روڈیشیا اور برما کے ناظر موجود تھے۔

وائیکونٹ آسٹر نے جنھوں نے اس کی صدارت کی کہا کہ ان کو اس پر غور کرنا ہے کہ عالمی امن اور مرفہ الحالی میں ان کے ممالک کیا حصہ لے سکتے ہیں۔

وائیکونٹ سیسل نے خیال ظاہر کیا کہ ڈمبرٹن اوکس کا منصوبہ جس کی کہ کریمیا کانفرنس میں توثیق ہوئی مجلس اقوام پر ترقی ہے۔

لارڈ ہیلی نے بھی تقریر کی۔ صاحب موصوف نے ہندوستان کا ذکر کیا اور کہا کہ ہم اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جب کہ ہندوستان کو مل حکومت خود اختیاری کی پالیسی اور ۱۹۴۲ء کے اعلان میں پیش شدہ پالیسی کو مکمل کرے گا۔

غیر معمولی ستم ظریفی

سر محمد ظفر اللہ خان ہندوستانی وفد کے قائد نے ایک پرجوش تقریر کی جس میں انھوں نے ہندوستان کے لئے کامل قلمروی مرتبہ کی حمایت کی۔ صاحب موصوف نے دولت عامہ کے ممبروں سے کہا کہ وہ ہندوستان کو اپنے مقصد کے حصول سے مزید کسی مدت کے لئے روک نہیں سکتے۔

سر محمد ظفر اللہ خان نے آگے چل کر کہا کہ یہ دولت عامہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یہ غیر معمولی اہمیت کی ستم ظریفی ہے کہ دولت عامہ کے اقوام کی آزادی کی حفاظت کے لئے ہندوستان کے ۲۵ لاکھ سپاہی باہر کے کارزار میں جدوجہد کریں اور خود ہندوستان آزادی کے لئے درخواست پیش کرے۔ آپ کے خیال میں کتنی مدت تک ہندوستان انتظار کرنے کے لئے آمادہ رہے گا؟ اب ہندوستان بیدار ہو چکا ہے آپ ہندوستان کی مدد کر سکتے ہیں یا آپ رکاوٹیں پیدا کر سکتے ہیں لیکن کوئی بھی ہندوستان کو روک نہیں سکے گا۔ اگر آپ ہندوستان کو رہنے دیں اور اس کو وہ جگہ دیں جس کا وہ مستحق ہے تو ہندوستان دولت عامہ میں بھی آزاد رہے گا۔ لیکن اگر آپ ہندوستان کو علیحدہ چھوڑ دیں تو وہ دولت عامہ کے باہر آزاد رہے گا۔ کوئی دوسرا متبادل طریقہ کار نہیں ہے۔

جنگ کے اثرات

۱۹۳۸ء کی کانفرنس کے بعد سے ہندوستان میں جو تبدیلیاں ہوئی ہیں ان سے بحث کرتے ہوئے سر محمد ظفر اللہ خان نے کہا کہ جنگ کی وجہ سے ہندوستان نے واضح طور پر اپنی فوجی اہمیت اور آسٹریلیا و افریقہ کے شرقی ساحل کے درمیان سمندروں اور ان کے قریبی رقبوں پر بڑے مستطیع فوجی تسلط کو محسوس کیا۔ اس کی صنعتی صلاحیت اور صنعتی ذرائع کی جانچ ہوئی اس تبدیلی نے کانفرنس کے اس حصہ میں ہندوستان کو متحدہ اقوام کا اہم ہتھیار بنا دیا ہے۔ دولت عامہ کی اقوام کی آزادیوں کی حفاظت اور دنیا کے مستقل امن کے تحفظ کیلئے ہندوستان نے جو حصہ لیا ہے وہ دوسری کے متعلق شدید ہیجان پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ہندوستان کی معاشی زندگی کے اثرات بہت ہی سنگین ہیں لیکن وہ منفعت بخش امکانات سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ اثرات صرف معاشی زندگی کی حد تک محدود نہیں ہیں۔ دوسری سمتوں میں بھی ان اثرات کا قوی احساس موجود ہے۔ ہندوستان برطانیہ پر اپنے سیاسی حصہ پر جتاتا ہے سیاسی میدان میں جو بے چینی اور مایوسی کا احساس پایا جاتا ہے اور کہ پھر اس خوف سے مزید شدت پیدا ہوئی کہ ادارہ بعد جنگ انتظامات میں شاید ہندوستان کو قابل شرم گمنامی کی پوزیشن میں دھکیل دیا جائے گا جن میں سے بعض اس کانفرنس کا موضوع بحث بنیں گے۔ آج یہ تسلیم کر لیا جانا چاہئے کہ ازروئے وسعت ہندوستان ایک ہے آبادی اور رقبہ کے اعتبار سے ہندوستان چین کے مقابلہ میں کم نہیں ہے۔ ہر دوسرے لحاظ سے چین ہندوستان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتا۔ یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان اختلافات اور تنازعات میں مبتلا ہے لیکن ہندوستان کے اختلافات اور تنازعات میں اس قدر سختی نہیں ہے جس قدر کہ چین میں کمیونسٹوں اور چیانگ کائی شیک کے درمیان ہے۔ اگرچہ ہندوستان تاریخی طور پر جارحانہ حملوں کا نشانہ بنا رہا لیکن ہندوستان کسی بھی وقت حملہ آور نہیں بنا۔

کانفرنس کا کام

لندن ۱۷ر فروری۔ برطانوی دولت مشترکہ کے تعلقات کی کانفرنس کے ہندوستانی وفد کا کام یہ ہوگا کہ وہ برطانوی دولت مشترکہ کے ارکان پر ہندوستان کی مساوی حیثیت کو تسلیم کرنے کے لئے زور دے یہ اعلان سر جوالا پرشاد رکن وفد مذکور نے نمائندہ یونائٹڈ پریس آف انڈیا سے ایک ملاقات میں کیا ہے۔

کانفرنس مذکور کو بین الاقوامی معاملات کے شاہی ادارہ نے ترتیب دیا ہے اور اس میں شرکت کے لئے ہندوستانی وفد کے تمام ارکان لندن پہونچ گئے ہیں۔ سر ظفر اللہ خان کے سوا تمام ارکان مشہور ہوٹل سیوائی میں مقیم ہیں۔

سر جوالا پرشاد نے مزید کہا کہ قدرتاً ہندوستان کے مسائل برطانوی دولت مشترکہ کے بالخصوص ان نوآبادیات کے مسائل سے جن کو حکومت خود اختیاری حاصل ہے واضح طور پر مختلف ہیں۔ دولت مشترکہ کے تعلقات میں حکومت جنوبی افریقہ کے دشمن ہند قوانین بالخصوص قانون تحدید سے ناخوشگواری پیدا ہو گئی ہے ان تعلقات کو بہتر اور دوستانہ بنایا جا سکتا ہے بشرطیکہ دولت مشترکہ کے شہریوں میں باہمی خیر سگالی کے جذبات پیدا ہو جائیں۔ مجھے یہ بتا دینا چاہئے کہ خیر سگالی کوئی غیر حقیقی چیز نہیں ہے بلکہ وہ ایک نہایت حقیقی اور ٹھوس چیز ہے۔

آخر میں آپ نے کہا کہ ہندوستانی وفد کا کام یہ ہوگا کہ وہ برطانوی دولت مشترکہ کے ارکان پر ہندوستان کی مساوی حیثیت کو تسلیم کرنے کے لئے زور دے۔ مجھے امید ہے کہ کانفرنس کے مباحث آزادی اور خلوص کے ساتھ ہوں گے۔

ہندوستان کا سیاسی تعطل

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

سپرو کمیٹی خاموشی سے اپنا کام کر رہی ہے۔ تجویز کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے اس کے بانی ہیں۔ مثلاً مسٹر راجگوپال آچاری محسوس کرتے ہیں کہ سپرو کمیٹی کی تجاویز دینے سے بڑی چیزوں کی توقع پیدا ہونے کی توقع ہے تاہم انہیں محسوس ہوتا ہے کہ سپرو کمیٹی میں کوئی قوت محرکہ نہیں ہے لیکن کمیٹی مسٹر جناح و مسٹر گاندھی کو غیر جانب دار افراد کی حیثیت سے ... انہیں یقین ہے کہ سمجھوتہ کرانے میں یہ کمیٹی ناکام رہے گی لیکن اس کی تجاویز کو فیصلہ ثالثی کی حیثیت حاصل ہوگی۔

ایک غیر متوقع حلقہ سے اس خیال کی تائید ہوئی ہے۔ سر راما سوامی مدلیار رکن حکومت ہند نے گذشتہ ہفتہ مدراس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی مسئلہ کا حل آج جس قدر قریب معلوم ہوتا ہے کبھی نہیں تھا۔ سپرو کمیٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہر شخص یہ محسوس کر رہا ہے کہ منزل مقصود قریب ہے اور وقت آ گیا ہے کہ ہندوستان کے دستور کی تشکیل کی طرف عملی قدم اٹھایا جائے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

جنگ کے غیر معمولی حالات میں ساہوکار طبقہ عوام کے مصائب کو نظرانداز کر کے طلب منفعت ذاتی میں لگا رہتا ہے اور کسی کو کوئی ایسی راہ تلاش کرنے کی ضرورت ہوتی جو اس طبقہ سے عوام کو نجات دلا سکے۔ حکومت کی یہ تجویز (یعنی انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعہ اجناس خوردنی کی فراہمی اور تقسیم) کم از کم تجربہ کے قابل ضرور ہے اور اس سے قبل اس کی عدم افادیت کا فیصلہ دشوار ہے۔ (مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کے خطبہ پر "رہبر دکن" کا تبصرہ)

لندن میں دولت عامہ کے تعلقات کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں نے دریافت کیا۔

کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ (۲۵۰) لاکھ ہندوستانی سپاہی برطانیہ کی آزادی کے تحفظ کے لئے سینہ سپر ہوں لیکن خود اپنے ملک کی آزادی کی بھیک نہ مانگ سکیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان کے ۲۵۰ لاکھ سپاہی اپنی جانیں مفت تو قربان نہیں کر رہے ہیں۔ آخر ان کی قیمت تو ادا کی جارہی ہے خواہ وہ ہندوستان ہی کے خزانے سے کیوں نہ ہو!

چودھری صاحب نے ہندوستان کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ:۔

جب چین کو اکابر اربعہ میں جگہ ملی ہے تو ہندوستان بہ لحاظ اپنی آبادی، وسائل، فوجی اہمیت اور ثقافت کے اس قابل نہ تھا کہ نظرانداز کر دیا جائے۔

گویا چودھری صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔

ہندوستان کے باہمی اختلافات کا ذکر خود چودھری صاحب نے چھیڑ دیا اور فرمایا کہ اختلافات چین میں بھی تو ہیں جیسے قوم پرست پارٹی اور اشتراکی جماعت کے درمیان۔

اگر ہندوستان کے باہمی اختلافات بھی اسی نوعیت کے ہوتے جیسے کہ چین کے ہیں تو دنیا کی کوئی قوت ہندوستان کو اکابر خمسہ کی صف میں اس کی مستحقہ نشست سے محروم نہ کر سکتی۔ بدنصیبی تو یہی ہے کہ ہمارے اختلافات کی بنیاد سیاسی نہیں بلکہ فرقہ داری ہے۔ جس روز ہندوستان کے ناولوں والوں کے خلاف متحد ہو جائینگے اسی روز آزادی کا سنگ بنیاد بغیر کسی شور و شغب کے رکھ دیا جائے گا۔ اور کسی مجلس کے صدر کو اس ہمت نہ ہو سکے گی کہ وہ امداد باہمی کی عوامی تحریک کے خلاف لب کشائی کرے اور سرمایہ داروں کی تائید کے راگ الاپے اور داد وصول کرے۔

مولوی ابوالحسن صدر مجلس اتحاد المسلمین کے خطبہ صدارت کا وہ جزو پڑھ کر جس میں تحریک امداد باہمی کی مخالفت کی گئی ہے۔ ہمارے ایک دوست نے کہا۔

"بھئی یہیں تو تا ناشاہ کا دور یاد آ رہا ہے"

ریاست الور کے جاگیرداروں نے خلاف جاگیرات کی رعایا نے جب مہاراجہ الور کی خدمت میں شکایتیں پیش کیں تو مہاراجہ نے دو ٹوک جواب دے دیا .... سنا گیا ہے ہمارا خیال ہے کہ جب تک جاگیردار اور والیان ریاست ہندوستان کے مشورہ کو پسند کریں گے تب تک نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

کثیر اطلاعات کے ایک اعلامیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دارالسلام کے نواح میں چند مروب اور چند رضاکاروں کے مابین کچھ ناخوشگواری پیدا ہو گئی۔

معلوم ہوتا ہے کہ مجلس قیام امن کا دفتر بھی مجلس کے گرد و پیش ہے جہاں مولوی مقصود احمد خاں صاحب چھوڑ اور اگمہ آبادی ہیں بیٹھے۔

سوال ــــــ چارمینار سگریٹ کی ڈبی کا آگے زرد ہونے کے اکثر مقامات پر اس قدر سستی کیوں ہوتی جا رہی ہے۔

جواب ــــــ کیونکہ اس کی برآمد پر کوئی امتناع عائد نہیں کیا گیا۔ شاید اہل وطن کو سگریٹ نوشی کا شوق نہیں رہا۔

مسلمانوں نے روحانی آزادی کا مطالبہ پیش کیا ہے

مسز کیا چیانگ اور مسٹر پولیس مشرق پر کمتر جنگ پر ہندوستان کو بھی آزادی دلانی چاہئے۔ چودھری ظفراللہ جیسا مخلص بیباک شخص جواہر لال نہرو کی زبان میں گفتگو کرنے لگا ہے۔ (یہ کامرس) فریب برطانیہ!

چونکہ چوہدری سے وصول کرتی ہے اس کا کوئی آتل ذریعہ سادہ دنوں کو دریا ہی چاہئے۔ مسافر جب ٹکٹ خریدتا ہے تو گویا اپنے لئے ٹرین میں بیٹھنے کی ایک جگہ خریدتا ہے لیکن اس دوکاندار کو آپ کیا کہیں گے جس کے پاس گاہک کی مطلوبہ شئے موجود نہیں مگر وہ عوام سے دام وصول کر رہا ہے۔ (پیام) بیان کیا جاتا ہے کہ کسی ستم ظریف نے مدیر "پیام" سے دریافت کیا ہے کہ آپ اس مدیر کو کیا کہیں گے جو معاون تر ایجنٹ کو نذرانہ کر کے چار صفحات سے زیادہ پیش نہ کر سکے اور دو صفحات سے کم ہی کا تبادلہ شائع کرے اور کہتا ہے دام بار بار وصول کرتا جائے۔ یا ایسے بد ذوق مدیر کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان گستاخیوں کا سر دو جواب دیا جاسکتا ہے۔

دارالسلام کے حالیہ تنفیہ پر بحث کرتے ہوئے صاحب "رہبر دکن" تحریر کر تسلیم کرتے ہیں:۔

ہمیں اس واقعہ سے جتنا دکھ پہونچا کیا نا تک اس کے رد عمل سے ہو سکا

مسلمانوں میں جاہل بھی ہیں اور عالم بھی۔ بگڑے بھی ہیں اور نا سمجھ بھی۔ ارباب اتحاد المسلمین کا یہ کام ہونا چاہئے کہ جاہلوں کو عالم اور ناسمجھوں کو سمجھدار بنائیں اور اس مقصد کے لئے جس حسن معاشرت کی ضرورت ہے اس کا مظاہرہ کریں۔ اپنے جہلا کی طرف سے اگر جنگ و جدال کی کوئی حرکت سرزد ہو تو اس کا ذمہ دار خود اپنے آپ کو یقین کرتے ہوئے مشتعل ہونے کے بجائے اپنی گردنیں شرم و ندامت سے جھکالیں اور اپنے سامنے تہیہ اور عزم کو ان کی اصلاح پر صرف کریں۔ اور کبھی کوئی ناگوار واقعہ وقوع پذیر ہو جائے تو پوری متانت کی فضا میں اشتعال کو دور کرتے اس پر غور کریں کہ کن حالات نے اشتعال اور غیض کو بھڑکانے کا موقع بنایا۔"

ہم اس رائے پر حرف بحرف دستخط ثبت کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

کل ہند منتقی کانفرنس تمرامانی میں منعقد ہو رہی ہے۔

(ایک خبر)

یہ کانفرنس اسی طرح کل ہند ہے جیسی طرح حیدرآباد میں کل ہند مشاعرے منعقد ہوتے ہیں۔

اکابر ثلاثہ کی کانفرنس

جرمنی کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟

ہمارا مقصد جرمن قوم کو تباہ کرنا نہیں ہے۔ لیکن نازیت اور فوجی ذہنیت کو بیخ کنی کے بغیر باشندگان جرمنی کی زندگی کو سنوارنا ممکن نہیں اور نہ وہ اس سے قبل دوسری قوموں کی صف میں جگہ پا سکتے ہیں۔ یہ ہے اس تاریخی اعلان کا لب لباب جو مسٹر اسٹالن روزویلٹ اور چرچل کی آٹھ دنوں کی مسلسل گفتگو کے بعد متحدہ طور پر شائع ہوا ہے۔ یہ کانفرنس جس میں سوویت یونین امریکہ اور برطانیہ کے فوجی مشیران کو بھی شریک تھے۔ یالٹا کے مقام پر جو سوویت روس میں بحر اسود کے کنارے واقع ہے، ۴ر فروری ۱۹۴۵ء سے ۱۱ر فروری ۱۹۴۵ء تک منعقد ہوئی۔

اس کانفرنس کے سامنے سب سے اہم سوال یہ تھا کہ جرمنی کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اس کے بارے میں تینوں رہنماؤں میں کامل اتفاق پایا گیا۔ پہلے تو جرمنی پر ایک متفقہ پروگرام کے تحت ہر چہار جانب سے زبردست حملہ کیا جائے گا۔ اسی کے ساتھ جرمنی کے غیر مشروط طور پر ہتھیار رکھ دینے کا جو مطالبہ کیا جائے گا اس کے بارے میں بھی اتفاق رائے پایا گیا۔ اور یہ بھی طے پایا کہ جرمن نازیت اور فوجی ذہنیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے جرمنی پر فوجی طور سے قبضہ کیا جائے تاکہ جرمنی دنیا کے امن دشمنوں میں دوبارہ [illegible] ہونے کے قابل نہ رہے۔

جرمن نازیت اور فوجی ذہنیت کو ختم کرنے سے [illegible] کی مراد کیا ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] جرمنی کی تمام فوجی جنرل اسٹاف، فوجی [illegible] فوجی سامان اسلحہ سازی کے کارخانے، نازی قوانین، نازی پارٹی، نازی پروپیگنڈا، ان سب کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا جائے گا۔ اور جن مسائل میں نازیوں نے جرمنی کی معاشرتی زندگی پر زہر کے قطرے ٹپکائے ہیں دور کیا جائے گا۔ اس کے بعد جرمن قوم مہذب زندگی گزارنے کے قابل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اگر جرمن قوم کو یہ یقین دلانے کے بعد کہ اب کوئی بات نہیں کر سکتا اس سے یہ اپیل کی ہے کہ نازی جرمنی کے آخری دن آ پہنچے اور اگر جرمن قوم نے اس بے سود مقابلہ کو جاری رکھا تو شکست کے اثرات اور تکلیف دہ ہوں گے۔

جرمنی پر فاشی شکست فوری سمجھنے کو جو پروگرام تیار کیا گیا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جرمنی میں نازی حکومت کی حوالی جماعت کا امکان بہت کم ہے۔ کوئی ایسی صورت پیدا نہیں ہو سکتی کہ وہاں کوئی عارضی حکومت بنا لی جائے جو نازیت کا قلع قمع کر سکے۔ اتحادیوں کو ذہنی شکست کے بجائے مکمل نازی شکست کا مقابلہ کرنا ہے وہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ جرمنی پر

فوجی ٹولی کی گرفت بہت سخت ہے اور وہاں کی جمہوری تحریک کافی کمزور ہو چکی ہے اور اس میں اتنی طاقت باقی نہیں کہ بلا اتحادیوں کی امداد کے نازیت کے اثرات کو جرمن زندگی سے بالکل مٹا سکے۔

دوسری چیز تاوان جنگ ہے۔ جرمنی نے اس لڑائی میں دنیا کو جو نقصان پہنچایا ہے اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ صلح نامہ ورسائی کی رو سے جرمنی سے تاوان جنگ نقدی کی صورت میں وصول کرنا طے پایا تھا۔ اب کی یہ فیصلہ ہوا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو تاوان جنگ جنس کی شکل میں وصول کیا جائے اس سے دو صورتیں ہوں گی ایک یہ کہ روپیہ کی افراط سے بین الاقوامی اقتصادی زندگی متاثر نہ ہوگی۔ دوسرے جنس کی پیداوار بڑھا کر جرمنی اپنی معاشی زندگی بھی سدھار سکے گا۔

آزاد یورپ کا مستقبل

کریمیا کانفرنس نے ایک مخصوص اعلان کے ذریعے وہ اصول بھی واضح کر دئے ہیں جن کے تحت اکابر ثلاثہ آزاد یورپ کے مستقبل کی تشکیل میں حصہ لیں گے۔ وہ اصول یہ ہیں۔

تمام قوموں کو اس کا پورا حق ہوگا کہ وہ جس قسم کی حکومت چاہیں بنائیں۔ اتحادی قومیں جن ملکوں کو آزاد کرائیں گی وہاں وہ مدد کریں گی کہ ایسی عارضی حکومت بنائی جائے جس میں [illegible] جمہوری جماعتیں شریک ہوں [illegible] کہ جلد سے جلد ووٹ کے ذریعے [illegible] انتخاب بھی کریں گی [illegible] اپنی آزاد رائے سے اپنی قومی زندگی چن سکیں۔

[illegible] جنگ سے [illegible] حکومت نہ ہوگی۔ اتحادی حکومتیں ان کی مدد کریں گی تاکہ وہ جمہوری طریقے پر [illegible] معاشی مسائل کو حل کر سکیں۔

[illegible] آزاد شدہ ملکوں کی [illegible] معاشی تنظیم میں اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ ملک کے ان عناصر کو جنہوں نے نازیوں سے تعاون کیا تھا کچل دیا جائے۔ یعنی بڑے بڑے سرمایہ داروں اور زمینداروں کو جنہوں نے نازیوں کا ساتھ دے کر وطن سے غداری کی تھی تمام حقوق سے محروم کر دیا جائے گا۔

تین بڑی طاقتوں نے [illegible] کر اعلان کیا تھا کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ چھوٹی آزادی پسند قوموں کی مدد کریں گے اور چھوٹے ملکوں کی مرضی پر چھوڑ دیں

کہ وہ اپنی سرزمین پر اپنی زندگی کی تنظیم کس طرح کرتے ہیں۔ (بر [illegible] اٹلانٹک چارٹر بھی یہی ہے۔)

نیا پولینڈ

اکابر ثلاثہ نے متفقہ طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ ہماری خواہش ہے کہ پولینڈ میں ایک آزاد، مضبوط اور جمہوری ریاست قائم ہو۔ آخر اسٹالن کی خواہش پوری ہوئی۔ اکابر ثلاثہ نے اعلان کیا ہے کہ پولینڈ کی موجودہ عارضی حکومت کو جو پولینڈ میں برسر اقتدار ہے اور زیادہ وسیع کیا جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ پولینڈ کے اندر اور پولینڈ کے باہر جو جمہوری رہنما موجود ہیں ان کو بھی عارضی حکومت میں شامل کر لیا جائے گا۔ مولوٹوف روسی وزیر خارجہ اور برطانوی اور امریکی سفیر متعینہ ماسکو کا ایک کمیشن بھی بنا دیا گیا ہے جو وارسا کی عارضی پولستانی حکومت اور دوسرے پولستانی رہنماؤں سے مشورہ کرے گا۔

پولینڈ کی پورنی سرحد کا مسئلہ طے ہو گیا۔ یوکرینیوں اور [illegible] وہ علاقے جن کو پولینڈ کی سابقہ رجعت پسند حکومت نے زبردستی اپنا غلام بنا رکھا تھا اب وہ اپنے ہم قوموں کے ساتھ مل جائیں گے۔ نئی عارضی حکومت پولینڈ کی سرحدوں کی حد بندی کرے گی۔

اس معاہدے سے ان [illegible] تقسیم پولینڈ [illegible] پسندوں کو بیشک گہرے صدمہ میں ڈال دیا ہے جو ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے کہ سوویت یونین اور اس کے مغربی حلیفوں میں جھگڑا کرا کے اپنا الو سیدھا کریں اور پولینڈ [illegible] زمینداروں اور سرمایہ داروں کی ڈکٹیٹری قائم کریں۔ ان کی یہ چال ناکام رہی۔ اب وہ [illegible] پولستانی [illegible] کے [illegible] پولینڈ کے پیچھے [illegible] پولینڈ واپس جا سکیں گے۔

یوگوسلافیہ

یوگوسلافیہ کے بارے میں [illegible] سوباسک وزیر اعظم اور مارشل ٹیٹو کے درمیان جو [illegible] ہوا اس پر فورا عمل کیا جائے ایک نئی عارضی حکومت بنائی جائے۔ قومی کونسل میں [illegible] سابق پارلیمنٹ کے ان ممبروں کو بھی شریک کیا جائے جو نازیوں سے [illegible] اور [illegible] مستقبل [illegible] ایک مجلس [illegible]

[illegible] یہ بھی قابل غور ہے کہ اعلان میں یونان کا [illegible] بلقان کے [illegible] مسائل پر بھی تبصرہ کیا گیا [illegible] نتیجہ [illegible] ہے کہ یونان کی حکومت اور [illegible] کے درمیان عہد نامے پر دستخط ہو گئے۔ اس عہد نامہ سے یونان کی [illegible] کو ختم کرنے میں بڑی مدد ملی۔ اس معاہدے سے [illegible] پایا ہے کہ اسکوبی کی حکومت [illegible] پروگرام بنانا چاہتی تھی اس سے [illegible] رکھا جائے گا۔

لیکن اس کانفرنس میں مشرق بعید کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ نہیں ہوا بلکہ یہ بھی طے پایا کہ دنیا میں امن قائم کرنے اور دنیا والوں کی حفاظت کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ۲۵ر اپریل ۱۹۴۵ء کو سان فرانسسکو میں اتحادی ملکوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوگی اس کانفرنس میں سوویت روس، چین، امریکہ، فرانس اور برطانیہ کی جانب [illegible]

بقیہ صفحہ [illegible]

بمبئی پلان

حکومت اور معاشی نظام

معاشی نظام کا انتخاب

قومی آمدنی کی مساویانہ تقسیم کے لئے جو تدبیر اختیار کی جائیں ان کی نوعیت اور وسعت کا انحصار بڑی حد تک ان اصولوں پر ہے جن پر پیدائش دولت کو منظم کیا جائے گا اور خود اس کا انحصار کہ پیدائش دولت کو کن اصولوں پر منظم کیا جائے اس امر پر ہے کہ بحیثیت مجموعی ملک کا معاشی نظام کن بنیادوں پر قائم ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ ہندوستان کے حالات کے پیش نظر کس قسم کا معاشی نظام ہمارے مقاصد کے لئے موزوں ہوگا۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کے متعلق کئی مختلف خیالات کا اظہار ہو سکتا ہے اور ہوا بھی ہے جن میں نہایت شدید اختلافی مباحث کا مرکز بنا رہا ہے۔ چنانچہ اس پر غور و فکر کرنے سے قبل ضروری ہے کہ متضاد خیالات کو خیرباد کہہ کر نہایت بے لوثی اور ٹھنڈے دل سے اس مسئلہ کا جائزہ لیں چونکہ منصوبہ بندی کا مقصد ملک کے انسانی اور مادی وسائل کو منظم کرنا ہے اس لئے ہماری سعی یہ ہونی چاہئے کہ ایک ایسا انتظام تشکیل دیا جائے جس میں ان وسائل سے بہترین استفادہ کی توقع ہو۔ اول تو یہ نظام عوام الناس کے عام معیار زندگی کے لحاظ سے موزوں ہوں دوسرے انفرادی آزادی اور انسانی مساعی کی شکل میں اس کے مصارف ناقابل برداشت نہ ہوں۔

منصوبہ بندی میں حکومت کی مداخلت ناگزیر ہے

یہ ایک نہایت عام تصور ہے کہ منظم معیشت بہ ہمہ گیر حکومت کے سیاسی ڈھانچے کے اندر ہی عمل ہو سکتا ہے۔ یہ تصور اس سے لازمی ہے کہ موجودہ دور کے ان دونوں ممالک میں جہاں معاشی منصوبہ بندی کے موثر ترین تجربات ہوئے یعنی سوویٹ روس اور جرمنی میں حکومت نے عوام کی سرگرمیوں کے ہر پہلو میں اس قدر زیادہ مداخلت کی کہ انفرادی آزادی کا محض برائے نام وجود رہ گیا۔ یہ ایک لازمی امر ہے کہ معاشی ترقی کے کسی وسیع لائحہ عمل کو بالخصوص ایک ایسے ملک میں جہاں اس قسم کی ترقی کا آغاز کرنا ہو معرض کار لانے کے لئے عوام کے مفاد کے پیش نظر حکومت کو بتحت نگرانی اور مداخلت کرے۔ چنانچہ ہم اپنی پہلی یادداشت میں بھی اس کا اعادہ کر چکے ہیں کہ منصوبہ بندی کا یہ ایک ناگزیر پہلو ہوگا۔ نیز پہلی ہی یادداشت میں اس امر کی وضاحت بھی کر دی گئی تھی کہ معاشی ترقی کی جو تجاویز ہم نے پیش کی ہیں انہیں ایک مرکزی رہنما ادارے کی مدد کے بغیر عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکتا اور منصوبہ بندی کی ابتدائی منازل میں مالی بار کی عدم مساوات کی روک تھام کے لئے حکومت کی شدید مداخلت درکار ہوگی۔ بڑے پیمانے پر معاشی منصوبہ بندی کے لئے ضروری ہے کہ حکومت کے تعمیری اور انتظامی فرائض میں وسعت پیدا کی جائے۔ چنانچہ منصوبہ بندی کے تصور کا ایک ناگزیر جزو ہے اور اس کے مضمرات کو کامل طور پر محسوس کرنا چاہئے۔

منصوبہ بندی اور جمہوریت

لیکن اس کا مفہوم ہرگز یہ نہیں کہ کوئی منظم شدہ جمہوری حکومت کے اساسی اجزاء کو خیرباد کہے بغیر معاشی ترقی کے کسی وسیع اور مکمل منصوبہ کو عملی جامہ پہنایا نہیں جا سکتا۔ نہ ہی اس تصور کی تائید میں کوئی منطقی یا تاریخی دلیل پیش کی جا سکتی ہے جب انفرادی جنگ کے لئے جمہوری حکومتیں کامیابی سے اپنے وسائل کو مجتمع کر سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ سماجی مصائب مثلاً افلاس امراض اور جہالت کے خلاف وہ ایسا نہ کر سکیں۔ جمہوریت کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے کہ انسانی زندگی کی سب سے برتر خصوصیت اور اساسی ضرورت انفرادی شخصیت کے مکمل ابھار کی کامل آزادی ہے نیز حکومت اس آزادی سے دست کشی کا مطالبہ بجز چند مقاصد اور معاشرے کی مرضی کے جس کا اظہار آزادانہ طور پر دستوری طریقے سے کیا جائے نہیں کر سکتی اور اس کے بعد بھی ایسے فریقوں کی کارفرمائی کے مواقع برقرار ہیں جو متضاد زاویہ نگاہ رکھتے ہیں۔ منظم معیشت میں لازمی طور پر انفرادی آزادی کی بہت مختلف حدود بندی کی جائے گی لیکن جمہوری حکومت کے تحت تحدید محدود مدت کے لئے اور مخصوص مقاصد کے پیش نظر ہوگی۔ اس کے برعکس ہمہ گیر معاشرے میں فرد کو حکومت میں ضم کر دیا جاتا ہے اور وہ اس کی ملکیت تصور کیا جاتا ہے۔ اس طرح سوائے ان حقوق کے جو حکومت اپنی مرضی سے اس کے حوالے کر دے اس کو دوسرے حقوق حاصل نہیں ہوتے۔ برخلاف اس کے جمہوریت کے تحت حکومت لامرکزی ہوتی ہے اور انفرادی حقوق کے حصول کے ایک واسطے کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ اگر انفرادی آزادی پر کسی قسم کی تحدید عائد کی جائے تو اس اصول پر پورا اترنا ضروری ہے ہمارا خیال ہے کہ منصوبہ بندی کی حکومت کے جمہوری نظام سے منافی نہیں ہے۔ برخلاف اس کے ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اس کی اساسی پابندیوں کو صاف طور پر تسلیم کر لیا جائے اور ان کا نفاذ عوام کی رضامندی سے ہو تو منصوبہ بندی کے مقاصد زیادہ موثر طور پر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

بنیادی اصول

منصوبہ بندی کے نقطۂ نظر سے مختلف معاشی نظاموں پر اظہار خیال کرتے ہوئے شاذ ہی اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ عام طور سے سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان حد فاصل قائم کرتے وقت نہایت مبالغے اور انتہا پسندی سے کام لیا جاتا ہے۔ عدم مداخلت کا اصول جسے نظام سرمایہ داری کا اہم ترین اصول تصور کیا جاتا ہے گذشتہ سو برس کے عرصے میں معاشی جدوجہد کے متعدد شعبوں میں سرکاری مداخلت کی جانب اس قدر مائل ہو گیا ہے اور نظام سرمایہ داری کے بعض خصوصی پہلوؤں میں ایسا انقلاب ہو چکا ہے کہ اسے پہچاننا بھی تقریباً غیر ممکن ہے اسی طرح ایسے ممالک جنہوں نے اپنی معاشی زندگی کو خالص اشتراکی اصولوں پر تعمیر کرنے کی کوشش کی۔ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکے کہ ایک قابل عمل معاشرے کی تخلیق کے لئے کسی نہ کسی لحاظ سے سرمایہ دارانہ اصولوں پر عمل ناگزیر ہے۔ ان تغیرات کے باعث عملی نقطۂ نظر سے سرمایہ داری اور اشتراکیت کے امتیاز کی اہمیت زائل ہو چکی ہے اور کئی لحاظ سے دونوں میں یکسانیت پیدا ہو گئی ہے جیسے جیسے ان دونوں نظاموں میں ایک دوسرے سے مشابہت پیدا ہوتی جا رہی ہے ان دونوں کی درمیانی خلیج رفتہ رفتہ تنگ ہوتی جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں کوئی معاشی نظام کامیاب اور موثر ثابت ہو سکتا اور نہ ہی اس میں وہ خصوصیات پیدا کی جا سکتی ہیں تاوقتیکہ وہ ان دونوں مکاتب خیال کے اصولوں کو دور بینی سے منتخب کر کے اپنی بنیاد کے طور پر اختیار نہ کرے۔ ان اصولوں کا خلاصہ مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

اول تو انفرادی کاروبار اور سرگرمیوں کی کافی گنجائش موجود ہو۔ دوسرے انفرادی آزادی موثر نگرانی کے ذریعے سے معاشرے کے مفادات کی حفاظت ہو۔ تیسرے معاشی مسائل کو حل کرنے اور ترقیاتی وسائل کی ترقی میں حکومت حقیقی طور سے حصہ لے چنانچہ بنیادی حیثیت اسی زاویہ نگاہ سے ہم نے ہندوستان کی منظم معیشت میں حکومت کے مقام کے تعین کی کوشش کی ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ نظام سرمایہ داری میں چونکہ انفرادی عمل اور سرگرمی کی نمایاں گنجائش موجود ہے اس لئے یہ ہندوستان کی معاشی ترقی میں نہایت اہم حصہ لے سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ تاوقتیکہ انفرادی سرگرمیوں کی روک تھام کی خاطر جن کا مقصد ذاتی منفعت ہو اور جن میں مفاد عامہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہو نیز معاشی ترقی کے اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے معاشرے کو کافی اختیارات حاصل نہ ہوں۔ معاشی ترقی کو جو منصوبہ عام معیار زندگی کو بلند کرے اور عام خوشحالی کو ترقی دینے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس کے حقیقی معنی یہ ہے کہ وسیع بنیاد کی منصوبہ بندی اور آزادی میں اشتراک پیدا کرنے کا کامیاب تجربہ معلوم کیا جانا ممکن ہے جو سہولت اور مرکزی ...

طرح کاروبار ہیں۔ ایک دوسرے کو شاکر کرتے ہی بن سکتا
کی غرض سے اس میں صرف ہوتے لیکن اگران کی [illegible] نامعقول تعمیر
ہو اور مسابقت کے بے جا [illegible] بحقیقت ہوتی ہیں۔
کی غرض کیا جائے تو اس میں [illegible] کی گنجائش نہیں ہے۔ ایک ایسی
معیشت جو منظم [illegible] دی کاروبار دونوں پر حاوی ہو گی
یقیناً ان دونوں انتہائی صورتوں سے قابل ترجیح ثابت ہو گی

حکومت کا کام

حکومت اور معاشی جدوجہد کے باہمی تعلق پر
بحث کرتے وقت ضرورت اس کی ہے کہ مستقبل میں جب کہ منصوبے
کے مطابق منظم معیشت کی تعمیر ہو چکے۔ حکومت جو روش
اختیار کرے وہ بھی واضح ہو [illegible] جب کہ مقصود یہ ہو کہ
ہو۔ ہر حکومت جو کام بھی [illegible] ان دونوں میں توازن
قائم رکھ سکے چونکہ موجودہ حالات میں حکومت کا کام [illegible]
معیشت کا حامی ہے اس لئے ہم اس پر [illegible] روشنی ڈالتے ہیں۔

مداخلت کے طریقے

[illegible] کی جدوجہد کی [illegible] توازن [illegible]
[illegible] کے انتظامات اعداد و شمار اور دوسرے قسم
کے [illegible] حفاظت [illegible] مفاد کے تحفظ
کی غرض سے قانون سازی بعض ایسے اہم کام ہیں جنہیں ریاست
کے حکومت کے جائز فرائض کی حیثیت سے تسلیم کیا جا چکا
لیکن یہاں ہم حکومت کے جن [illegible] خصوصی فرائض پر
بحث کرنا ہے ان کی صورت [illegible] صرف ہندوستان بلکہ بیرون
ہند بھی [illegible] کی جانب سے ہو رہی ہے
یہ فرائض (۱) ملکیت (۲) نگرانی اور (۳) معاشی کاروبار
[illegible] کے انتظامات سے متعلق ہیں۔ حکومت کے معاشی
فرائض میں اضافے [illegible] جا رہا ہے کیونکہ
[illegible] کے تحت آزادی [illegible] مفاد [illegible]
اور حیثیت مجموعی معاشرے کے مقاصد [illegible]
[illegible] حاصل ہو سکتے ہیں۔ [illegible] حکومت
[illegible] کا تعین کرتا ہے۔

[illegible] زیادہ اہم ہے

[illegible] سماجی مفاد کے نقطہ نظر سے
[illegible] سرکاری نگرانی سرکاری ملکیت
[illegible] انتظامات کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے [illegible]
[illegible] سماجی خوشحالی کے حصول کے لئے ضرورت اس کی
ہے کہ ملک کے وسائل [illegible] کو جمع کیا جائے اور پھر
انہیں سماجی احتیاجات مفید مقاصد کے استعمال کیا جائے
اس مقصد کے حصول کے لئے حکومت پر یہ لازم نہیں ہے
کہ وہ ملکیت اور معاشی سرگرمیوں کے انتظامات [illegible]
قابض ہو جائے بلکہ معقول اور موثر سرکاری نگرانی بھی بہت
کافی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی سرکاری نگرانی کے
باعث خانگی کاروبار کی آزادی موجودہ منصوبے کے لحاظ
سے خاصی محدود ہو جائیں گی۔ قانونی ملکیت سے ایسے
بنیادی حقوق سے محروم ہو جائے گی جو کہ [illegible] خصوصی
[illegible] سے آج وابستہ ہیں۔ مثال کے طور
پر [illegible] اس کے مجاز ہوں گے کہ وہ اپنی پیداوار
کو کم [illegible] قیمتوں میں اضافہ کریں۔ تاکہ انہیں زیادہ
منافع حاصل ہو سکے۔ ملک کی آئندہ ضروریات سے قطع
نظر قلیل اور کمیاب قدرتی ذرائع کے من مانے استعمال
کی اجازت نہ دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اس طرح لازمی طور
پر نجی املاک سے متعلق حقوق بھی محدود ہو جائیں گے۔ مندرجہ
بالا امور کے پیش نظر ذیل میں ہم معاشی جدوجہد کے ان شعبوں
پر روشنی ڈالتے ہیں جنہیں نہ صرف حکومت کی ملکیت قرار دیا
جانا چاہئے بلکہ انہیں حکومت ہی کی نگرانی اور انتظام کے تحت رہنا چاہئے

حکومت کی ملکیت

تمام ایسی صورتوں میں جب کہ حکومت کسی
صنعت کو [illegible] کی مالی امداد کرتی ہے جو مفاد عامہ اور تحفظ کے
نقطہ نظر سے اہم ہو تو حکومت کی ملکیت کا سوال
لازمی طور پر پیدا ہو جاتا ہے اگر عام مفاد اس کا متقاضی ہو
کہ کسی خاص صنعت پر نگرانی بھی [illegible] لیکن اس صنعت سے
[illegible] حالات کچھ ایسے ہوں کہ [illegible] اس پر حکومت کی
[illegible] اور موثر نگرانی نہ کی جا سکے تو ایسی صورت میں بھی حکومت
کی ملکیت کا سوال پیدا ہو جاتا ہے یہاں [illegible] قسم کے کاروبار
[illegible] اس میں صرف [illegible] صنعتیں یا ایسی صنعتیں
شامل ہوں گی جو کہ [illegible] کے لئے نئی ہوں اور دونوں
صورتوں میں انہیں ابتدائی منازل کی حد تک حکومت کی
مالی امداد درکار ہو گی۔ اس کے بعد اگر خانگی مالیات اس
قسم کی صنعتوں کو اپنے ہاتھوں میں لینے پر رضامند ہو گئیں
خانگی ملکیت میں سونپا جا سکتا ہے لیکن مفاد عامہ یہ تقاضا
پھر بھی یہ ہو گا کہ حکومت ان پر موثر قابو برقرار رکھے [illegible]
[illegible] کی حد تک یعنی جہاں حکومت کی ملکیت [illegible]
[illegible] حکومت کی نگرانی کے [illegible]
[illegible] حکومت کی ملکیت مکمل ہو گی۔ ایسی صورتوں
میں [illegible] حکومت کی نگرانی کے ساتھ ساتھ سرکاری ملکیت
بھی [illegible] ضروری ہو گا کہ انتظامات بھی حکومت
کے ہاتھوں میں ہوں۔ جنگی فرائض کے ساز و سامان
کی تیاری اور [illegible] حمل و نقل مثلاً ڈاک خانے اور
[illegible] ایسی ہیں جنہیں اس قسم کے کاروباروں کی مثال
کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

حکومت کی نگرانی

مفاد عامہ کے کاروبار کلیدی صنعتیں ہوتی
وہ صنعتیں جو کمیاب قدرتی ذرائع صرف یا تیار کرتی ہیں ایسے
کاروبار جن کو کلی یا جزوی طور پر حکومت کی ملکیت میں [illegible]
صنعتیں جنہیں حکومت امداد دے رہی ہے عموماً حکومت
کی نگرانی کے تحت ہوں ظاہر ہے کہ نگرانی کی نوعیت [illegible]
[illegible] مختلف صنعتوں کی [illegible] خصوصی ضروریات کے
پیش نظر تبدیل ہوتی رہے گی۔ اس قسم کی نگرانی کے [illegible]
[illegible] کے سلسلے میں [illegible] نگرانی کا مقصد [illegible]
[illegible] مساوات [illegible]
کے نگرانی کی [illegible] بطور مثال کے پیش کی
جاتی ہیں۔

(۱) قیمتوں کا تعین (۲) منافع کی تحدید (۳) مزدوروں
کے حالات کار اور اجرتوں کا تعین (۴) انتظامی مجلس [illegible]
نظام کی نامزدگی (۵) [illegible] معلومات کی [illegible]
جیسے [illegible] مالی [illegible] مفاد عامہ کا محافظ بنایا جائے۔

حکومت کا انتظام

اگر کوئی کاروبار حکومت کی ملکیت کے تحت ہو تو
یہ [illegible] کہ حکومت کے زیر انتظام بھی ہونا چاہئے لیکن یہ
[illegible] حالات [illegible] تمام ایسے کاروبار جو حکومت کی ملکیت
ہوں ان کا انتظام خود حکومت ہی کرے چنانچہ ایسی صورت
میں [illegible] ہو سکتے ہیں۔ سرکاری انتظام، خانگی انتظام
اور [illegible] کا انتظام خاص صورت میں ان
تینوں متبادل طریقوں میں سے کون سا خاص اختیار کیا جائے
[illegible] ایک [illegible] ہو جاتا ہے کہ کس طریقے کے تحت
[illegible] دستیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ سرکاری ملکیت
[illegible] مستقل [illegible]
نقطہ نظر سے [illegible] اس لئے صرف [illegible] انتظامات [illegible]
[illegible] چنانچہ [illegible]
[illegible] حالات کے اعتبار سے ہونا چاہئے۔ البتہ [illegible]
[illegible] پیش نظر رکھنا چاہئے کہ حکومت کی
[illegible] مفاد عامہ کے تحفظ کے لئے کافی ہے اور کیا اس
کے علاوہ حکومت کے [illegible] کی بھی ضرورت ہے

مفاہمتی اصول

بعض ایسے اہم اصولوں کی وضاحت کی [illegible]
ہے جن کے پیش نظر اس کا فیصلہ کیا جائے کہ کوئی خاص صنعت
خانگی ہاتھوں میں رہے یا اس کو حکومت کی ملکیت میں حکومت
کے زیر انتظام رکھا جائے۔ بلا شبہ خاص حالات میں ان
اصولوں پر عمل دشوار ہو گا، اور کسی قطعی نتیجے پر پہنچنے کے لئے
مختلف [illegible] کو نہایت احتیاط سے جانچنا ہو گا۔ غالباً بعض
اوقات یہ محسوس کیا جائے گا کہ صورت حال پر قابو پانے
کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ دونوں صورتوں کے درمیان
ایک [illegible] مفاہمت اختیار کی جائے یعنی صنعت کی بعض
کمپنیاں تو حکومت کی ملکیت اور انتظامات کے تحت ہوں
اور بعض کمپنیاں خانگی ہاتھوں میں سونپ دی جائیں۔
اگر [illegible] مفاد عامہ کے [illegible] کی بنا پر کوئی [illegible]
[illegible] تو بہترین صورت یہ ہے کہ کسی [illegible]
میں سرکاری اور خانگی کاروبار کے درمیان مقابلہ [illegible]
[illegible] کیا جائے۔ اس شکل میں مفاد عامہ کے لئے [illegible]
[illegible] سے وہ صنعتیں [illegible] پیداوار
کا [illegible] زیادہ تر خود حکومت سے اور بعض دوسری صنعتیں
شامل کی جا سکتی ہیں۔ ایک ہی صنعت کو ایک حد تک سرکاری
اور ایک حد تک خانگی طور پر چلانے سے جو تجربہ ہو گا
[illegible] کسی قطعی نتیجے پر پہنچنے میں کافی امداد مل سکتی ہے۔ [illegible]
علاوہ ایک ہی صنعت میں بیک وقت دونوں [illegible]
کا عمل [illegible] نظام کے لئے مفید اور [illegible] ثابت ہو
چنانچہ غالب گمان ہے کہ اس طرح اس صنعت سے
بحیثیت مجموعی معاشرے کی خوشحالی میں [illegible]

ہندستان کی مشترکہ زبان کا مسئلہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

رہی ہے موجودہ اُردو اور ہندی۔ ان کے قیام کے بعد بھی کوئی بات قابلِ اعتراض نہ ہوتی اگر ان کو آزاد زبانوں کی حیثیت سے ترقی دینے کی کوشش کی جاتی جیسے کہ ہندستان کی دوسری صوبجاتی زبانیں ہیں لیکن غلطی یہ ہوئی کہ ان کو جھگڑے والی لغات نہیں۔ عداوتوں اور فساد کی بنیاد بنا لیا گیا اور اب ہر طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ملک کی قومی زبان سے اس کے اصل عدہ خال نہیں لے جائیں۔

کیا یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اردو کے حامی ہوں مگر یہ بھی اس تمام صورت میں اُردو سے وہ باتیں دور کرنے کی کوشش کی جو اس کو قومی زبان بننے سے روکنے والی ہیں۔ صرف ایک چھوٹے حلقے نے زبان کو آسان بنانے کی کوشش جاری رکھی تھی اس لئے میں اس موقع پر ان لوگوں سے جو صدقِ دل سے یہ چاہتے ہیں کہ ہندستان کی ایک زبان ہو ایسی زبان جو تمام فرقوں کے لئے قابلِ قبول ہو تو ان کی اپنی نیت کو صاف کر لینا چاہئے اور اپنے عمل میں اس کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ موجودہ اُردو اور ہندی نہیں بلکہ صرف ہندوستانی ہی ہماری قومی زبان ہو سکتی ہے جو لوگ اسے لکھنا، بولنا اور پڑھنا چاہتے ہیں انہیں فارسی اور ناگری دونوں خطوں میں پڑھنا چاہئے۔ اس معاملے میں جو ہماری تبلیغ ہو اس کو ان دونوں باتوں سے پاک ہونا چاہئے اور ہمارا عمل بھی ہماری اس تبلیغ کے مطابق ہونا چاہئے۔

عربی، فارسی، سنسکرت، انگریزی اور دوسری زبانوں کے الفاظ استعمال کرنے میں کسی کو بخل سے کام نہیں لینا چاہئے۔ اس کے بغیر ہماری زبان ضرورتوں کے مطابق نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جو الفاظ باہر سے لئے جائیں وہ آسان ہوں اور وہ حقیقتاً ضرورتاً لئے جائیں۔ عربی، فارسی اور دوسری زبانوں کے جو الفاظ پرانی اُردو یا ہندی میں شامل ہو چکے ہیں ان کو خارج نہ کیا جائے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں کہ سائنس اور علوم جدیدہ کی وہی اصطلاحات ہندوستان میں نہ لی جائیں جو بین الاقوامی طور پر مستعمل ہیں اور ان کی جگہ سنسکرت یا عربی کے ثقیل الفاظ استعمال کئے جائیں۔

ہمارا ایک بنیادی مقصد یہ ہونا چاہئے کہ زبان کو اتنا آسان بنائیں کہ اسے معمولی ہندو اور مسلمان سمجھ سکے۔ اگر ہندی اور اُردو کے لکھنے اور بولنے والے بھی اسی طریقے پر عمل کریں تو یہ دونوں زبانیں آہستہ آہستہ قریب تر ہوتی جائیں گی اور آخر کار ایک ہی زبان بن جائے گی۔ اسی طرح وہ زبان جو مسلمانوں کے دورِ حکومت میں بھی شروع ہوئی تھی ایسے دورِ حکومت میں پہلے پھولے گی جو نہ ہندو ہوگی نہ مسلمان بلکہ جس کی کامیابی پر ہندو مسلمان دونوں کو شاں ہوں گے۔

حیدرآباد کا جنگی ہفتہ

شاندار فوجی تماشہ اور شبینہ مظاہرہ

بمقام فتح میدان

روز سہ شنبہ	۲۷ فروری ۱۹۴۵ء	۹ ½ تا ۱۱ ½	ساعت شب
″ چہارشنبہ	۲۸ ″	۷ تا ۸	ساعت شب
″ پنجشنبہ	یکم مارچ	۹ ½ تا ۱۱ ½	ساعت شب
″ جمعہ	۲ ″	۷ تا ۸	ساعت شب

پروگراموں میں روزانہ تبدیلی ہوگی

باشندگان حیدرآباد کو جن دلچسپ اور بے نظیر چیزوں کو دیکھنے کا موقع ملے گا ان میں سے بعض یہ ہیں:

معمولی لڑائی جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ مشینوں کے استعمال کی وجہ سے جدید زمانے کی جنگ میں کیسا انقلاب ہو گیا ہے۔

جنگی گاڑیاں۔ لرزہ براندام کر دینے والے کرتب دکھائیں گی۔

سوار فوج۔ پرشکوہ عہد ماضی کی یاد تازہ کر دے گی۔ اور گھوڑے کی خوبیوں اور موجودہ زمانے میں اس کی افادیت کا اندازہ بخوبی ہو سکے گا۔

اسلحہ کی ارتقائی تاریخ۔ حجری دور کے ہتھوڑوں سے آشنا کرے گی۔ آتش فرد عمل حیرت انگیز کارنامے دکھائے گا۔ سیول دستے اپنی مہارت کا مظاہرہ کریں گے۔ حیدرآباد کے نوجوان اس ملک کے شاندار مستقبل کی جھلک دکھا دیں گے۔ اقوام عالم کی تمثیلی نمائندگی ہوگی۔

ٹکٹ چار آنے سے پانچ روپیہ تک

جو سکندرآباد میں سکندرآباد کلب اور حیدرآباد میں ۱۔ صدر دفتر افواج باقاعدہ ۲۔ حمایت نگر کلب ۳۔ ٹکٹ گھر واقع فتح میدان دستیاب ہو سکتے ہیں۔

اکابر ثلاثہ کی کانفرنس

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

مشترکہ دعوت نامے بھیجے جا چکے تھے۔

کریمیا کانفرنس کے موقع پر اکابر ثلاثہ نے نہ صرف جنگ جیتنے کی حد تک بلکہ مابعد جنگ میں امن اور سلامتی قائم کرنے کے لئے بہت بڑا قدم اٹھایا ہے لیکن اس سے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ رجعت پسند قوتیں جو ہر ملک میں موجود ہیں اس کوشش میں ضرور کریں گی کہ ان فیصلوں کو ناکام بنایا جائے اور ان کے راستے میں روڑے اٹکائے جائیں خود برطانیہ اور امریکہ کے رجعت پسند عناصر سوویت روس کے خلاف لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ اس بات کی کوشش کریں گے کہ ان فیصلوں کو وارد عمل کر دہ ہو جائے۔

ہندوستان میں جب تک غلامی ہے تب تک ملک کے نہیں سے دونوں تک بہتر نتیجہ بہتر اور جب تک اسپین میں فرانکو کی ڈکٹیٹری ہے جب تک ہندوستان غلام ہے دنیا کی پائیدار امن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسپین میں فرانکو کا تسلط ہے فاشزم کو بنا دینے اور اپنی طاقت کھینچ کرنے کا موقع ہے۔ ان مسائل کو ابھی طے ہونا ہے اور وہ طے ہو کر رہیں گے۔ جس طرح پچھلے سال عوام کی متحدہ طاقت نے یوگوسلاویہ میں اٹلی میں، رومانیہ میں، پولینڈ میں، فرانس میں، شام و لبنان میں، رجعت پسندوں کو شکست دی اور جمہوریت و آزادی کا پرچم بلند کیا اسی طرح اس سال بھی ہوگا۔ عوام کی طاقت ان کا متحدہ محاذ ان کی جمہوری تحریک پہلے سے زیادہ بڑھنے کی باقی، ہندوستان کی آزادی جس کو دنیا کی جمہوری ہندوستان کی آزادی بہت ہی قریب آئے گی۔

بمبئی پلان

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

[illegible] ضروری نہیں ہے کہ فوراً پیدائش کے جملہ پیشوں کو اشتراکی بنیاد پر [illegible] جائے۔ جنہیں بعد کو اشتراک کی بنا [illegible] اس صنعت کو کوئی وجہ نہیں کہ اگر اشتراکیت سے حسب دلخواہ نتائج حاصل ہوں تو پیدائش کو کوئی ایسا شعبہ جسے اشتراکی بنا پر [illegible] معقول فوائد [illegible] بالفور [illegible] [illegible] ممکن ہے کہ پیدائش دولت کے ایک ہی شعبے میں بعض اجزا تو ایسے ہوں جنہیں اشتراکی بنا [illegible] اور بعض اجزاء ایسے ہوں جنہیں خانگی ملکیت اور انفرادی تحت [illegible] مفید ہو۔ [illegible] کم سے کم اس قسم کے اجزا کے درمیان حد فاصل قائم کی جائے۔ اسی [illegible] اس کا [illegible] امکان ہے کہ گوناگوں تجربات کیے جائیں اور مختلف [illegible] کے مردوں [illegible] اور عورتوں کے لئے ایک کام فراہم کیا جائے جس میں ان کے لئے [illegible] مواقع موجود ہوں۔

منصوبہ بندی کے دوران میں نگرانی

[illegible] معاشی میدان میں حکومت کی مداخلت کے جو اصول ہم نے درمیان [illegible] منصوبہ بندی کے دوران میں [illegible] [illegible] ان نگرانیوں کے [illegible] حکومت کو [illegible] ایسی ہی نگرانیاں [illegible] [illegible] معاشی ترقی تقریباً [illegible] ممکن ہو گی [illegible] جنگ کے دوران میں جو نگرانیاں قائم کی گئی ہیں ان کی وجہ [illegible] نگرانی کی ان تدابیر سے [illegible] جنگ کے باعث [illegible] ایک [illegible] [illegible] ظاہر ہے کہ [illegible] نہ صرف [illegible] [illegible] ان کے [illegible] کو بھی زیادہ [illegible]

نگرانیوں کی تشریح

یہ نگرانیاں مندرجہ ذیل شعبوں میں ضروری ہوں گی۔

(۱) پیدائش دولت
(۲) تقسیم دولت
(۳) صرف دولت
(۴) شغل عمل
(۵) تجارت خارجہ و بیرونی
(۶) اجرتیں اور حالت [illegible]

پیدائش دولت پر نگرانی کی غایت یہ ہو گی کہ وسائل کی تقسیم معقول انداز میں ہو تاکہ معاشی کاروبار کی بہتر [illegible] ہو سکے [illegible] صنعت کی مختلف شاخوں کے [illegible] جو ترتیب متعین کی گئی ہیں انہیں حاصل کیا جا سکے اس قسم کی نگرانی [illegible] صورت یہ ہے کہ [illegible] کارخانوں کے قیام نیز سابقہ کارخانوں کی توسیع کے لئے اجازت ناموں کی [illegible] کیا جائے [illegible] تقسیم دولت پر نگرانی

[illegible] حقیقی مقصد [illegible] نگرانی کا [illegible] اور [illegible] اشیا اور [illegible] اشیا کے پیدائش کو [illegible] کرنے کے لئے [illegible] اصولوں کو متعین کیا جائے۔ منصوبہ بندی کی [illegible] نگرانی میں اشیائے صرف کی [illegible] بندی اور تقسیم کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ صرف دولت پر نگرانی کا مقصد یہ ہو گا کہ ایک طرف تو ناگزیر [illegible] ایسی اشیا جو ان کا [illegible] کی پیدا [illegible] میں حکومت [illegible] [illegible] وصول ہو سکیں۔ دوسرے افراط زر کی روک تھام ہو۔ جہاں تک شغل عمل پر نگرانی کا تعلق ہے اس کا مقصد یہ ہو گا کہ نجی سرمایہ کاری کے سلسلے میں حکومت سے [illegible] حاصل کرنا لازمی قرار دیا جائے تاکہ موجودہ وسائل کی معقول تقسیم ہو سکے۔ افراط زر کا انسداد ہو سکے کاروبار میں باضابطہ ترقی ہو اور بحیثیت مجموعی ہندوستان کے مفاد کا نہ صرف تحفظ ہو بلکہ اسے تقویت پہنچ سکے اور مبادلے پر اسی حد تک نگرانی قائم کی جائے گی جو [illegible] خارجہ کو برقرار رکھنے اور ہندوستانی صنعتوں کے تحفظ کے لئے ناگزیر ہو گی۔ اجرتوں اور حالت کار پر نگرانی کی غایت یہ ہو گی کہ [illegible] مزدوروں کو [illegible] حاصل ہو سکے بلکہ اس طور سے تاکہ [illegible] کی صنعتوں کے [illegible] کی [illegible] میں اضافہ کیا جائے گا۔

ہفتہ جنگ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

[illegible] رہے ہیں۔ جن کی کامیابی اور فتح پر [illegible] کے لئے ہم سب دست بدعا ہیں۔ آج آپ کو مخاطب کرنے سے میرا منشا اور مقصد یہ ہے کہ [illegible] آپ کی فیاضی اور ہمدردی سے [illegible] اور آپ سے درخواست کروں کہ

[illegible]

[illegible] آپ [illegible] حیدرآباد وار ویک کمیٹی یا مسٹر علی [illegible] وار ویک کمیٹی کے پاس روانہ کر سکتے ہیں۔ آپ [illegible] [illegible] کو [illegible] ایک ایک پائی [illegible] [illegible] کی فلاح و بہبود کے لئے بالعموم اور مجروحین کی تیمارداری پر بالخصوص صرف کیا جائے گا۔ جاری [illegible] کو بھی امداد کی ضرورت ہے اور حقیقت [illegible] وہ سب سے زیادہ اس امداد کی مستحق ہیں اور مجھے یقین ہے کہ [illegible] کوئی صورت ایسی نہ ہو گی جو اس [illegible] [illegible] سے بہتر [illegible] جائے۔ [illegible] حیدرآباد [illegible] [illegible] ایک لاکھ روپیہ [illegible] [illegible] حیدرآبادی سپاہیوں کے لئے [illegible] اور [illegible] رقم پہنچانے پر صرف کی جائے گی۔

[illegible] جانے [illegible] میں دستور یہ تھا کہ [illegible] کے [illegible] کے لئے [illegible] ہیں [illegible] پیش کیا کرتے تھے لیکن اس سال [illegible] ایک [illegible] اپیل کی جائے چنانچہ جو [illegible] اور [illegible] آپ کے [illegible] یکساں [illegible] ہے اور مجھے خدا کی ذات سے کامل امید ہے کہ یہ اپیل جو اس جنگ کے سلسلے میں آپ سے کی جا رہی ہے آخری اپیل ثابت ہو گی اور فتح مبین کی بشارت انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے کانوں تک بہت جلد پہنچے گی اور دنیا کو ایک دفعہ پھر اس امن و امان سے روشناس کرا دے گی۔ جس سے پانچ سال سے وہ محروم ہو گئی ہے۔ خدا حضرت بندگانعالی کا سایہ عاطفت کو تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

آمین

اشتہار

بمحکمہ عدالت [illegible]

[illegible] شریف

واقع [illegible] فروری [illegible]

نمبر [illegible]

بابلاکس الحاج مولوی محمد [illegible]

مقدمہ [illegible] درخواست بی بی شام بیگن ولد [illegible] شام بیگن نسبت عطائے صداقت نامہ وراثت امپیریل بنک آف انڈیا حیدرآباد دکن۔

ہرگاہ عوام الناس کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ [illegible] بی بی شام بیگن ولد [illegible] شام بیگن ایک درخواست عطائے صداقت نامہ وراثت پیش ہوئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] شام بیگن درخواست گذار کے والد جن کا انتقال یکم اپریل [illegible] بمقام [illegible] ہو گیا ہے اور انہی شام بیگن نے امپیریل بنک آف انڈیا حیدرآباد میں امانت کا [illegible] جس کے [illegible] جمع کرائے تھے جس کا انہوں نے حیات [illegible] حاصل نہیں کیا اب ورثاء متوفی اس کے بیٹے مستحق ہیں۔ ورثاء متوفی میں ایک زوجہ و [illegible] دختران علاوہ درخواست گذار کے ہیں عطائے صداقت نامہ میں دیگر ورثاء متوفی کو کوئی اعتراض نہیں ہے وغیرہ اگر کسی کو عطائے صداقت نامہ وراثت میں [illegible] ہو تو وہ بتاریخ [illegible] فروری [illegible] حاضر عدالت ہو کر اپنا عذر پیش کریں ورنہ حسب ضابطہ صداقت نامہ وراثت جاری کر دیا جائے گا۔ پھر کوئی عذر مسموع نہ ہو گا۔

آج بتاریخ ۱۲ فروری [illegible] میری دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

سرشتہ دار

ناظم عدالت

حیدرآباد کا جنگی ہفتہ

سرپرست

ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری

آنریبل سر آرتھر لوتھین

صدر ۔ نواب میر قطب جی صاحب

اعزازی خازن ۔ [illegible] صاحب
حیدرآباد اسٹیٹ بنک
۱۵۹ ۔ [illegible] حیدرآباد

اعزازی شریک معتمدین { مسٹر ڈبلیو پار سلو صاحب / نواب معین نواز جنگ بہادر / مسٹر [illegible] صاحب }

آپ کی امداد کی ضرورت ہے

حیدرآباد و سکندرآباد کے باشندے جنگی مساعی کے سلسلہ میں مالی امداد کی سرگرمیوں کو ہمیشہ سے [illegible] رہتے ہیں۔ چنانچہ اس حوصلہ افزا تجربہ اور باشندگان حیدرآباد و سکندرآباد کی روایتی فیاضی پیش نظر رکھتے ہوئے آنریبل ریذیڈنٹ اور ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری نے اپنی سرپرستی میں حیدرآباد کے جنگی ہفتہ کا انتظام فرمایا ہے۔

حیدرآباد کے جنگی ہفتہ کے ضمن میں جو آمدنی ہوگی اس میں وہ تمام رقم [illegible] اغراض جنگ کے لئے اور ایک تہائی حصہ ریذیڈنٹ کے سرمایہ اغراض جنگ کیلئے دی جائے گی۔ [illegible] کی جائے گی اور اتنی زیادہ رقم جمع ہو جائے گی کہ [illegible] تک پہنچنے والی ہو سکے۔

ہمارے سپاہیوں، ملاحوں اور ہوا بازوں کے دلیرانہ کارنامے کسی مدح کے محتاج نہیں کیونکہ ہر شخص ان سے بخوبی واقف ہے۔ آج کل ان جانبازوں کو جب ہم ہوائی جہاز اور [illegible] مشرق بعید میں صحرائی موسم کی سختیاں برداشت ہیں اور وہ اپنی تمام مشکلات کا مقابلہ نہایت خندہ پیشانی سے کر رہے ہیں۔ لیکن ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ ان کی زندگی کو ممکنہ حد تک آرام دہ بنایا جائے۔ اور ان کیلئے جتنی بھی آسائشیں فراہم کی جائیں جوان سختیوں کو قابل برداشت بنا دیں۔ سپاہیوں کی زندگی کو ممکنہ حد تک خوشگوار بنانے کیلئے روپیہ کی شدید ضرورت ہے اور اس ضرورت کی تکمیل ہمارا ایک اہم فرض ہے۔ مختلف اداروں کے ذریعہ جو مالی امداد دی جاتی ہے اس سے سپاہیوں کے لئے ضروری سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ چنانچہ زخمیوں اور قیدیوں نے خود بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ان کے لئے انجمن صلیب احمر نے اور جانبازوں کے لئے انجمن سنٹ جانس نے کس قدر مفید خدمات انجام دی ہیں۔

اگرچہ "جنگی ہفتہ" کا آغاز ۲۹ فروری ۱۹۴۲ء سے ہوگا لیکن عطیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اگر آپ اپنا عطیہ ازراہ عنایت اس پتہ پر روانہ فرمائیں تو باعث خوشنودی ہوگا۔

اعزازی خازن "حیدرآباد وار ویک" حیدرآباد اسٹیٹ بنک۔ حیدرآباد۔

قطب جی
صدر

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر حکمت سے شائع ہوا۔